خیابانِ طلبہ

کیا پردۂ مروجہ عورتوں پر ظلم ہے؟

کیا اسکا وجود پہلے نہ تھا؟

(از مولوی محمد تسلیم خانصاحب مظفرپوری متعلم دارالحدیث رحمانیہ)

(پچھلے دنوں مولنا شوکت علی کی نومسلمہ بیگم کا مضحکہ خیز مضمون پردہ کے خلاف بمبئی کرانیکل میں شائع ہوکر اردو اخبارات کی بحث کا مرکز بنچکا ہے جس میں اس نومسلمہ عورت نے اسلامی اصول سے بالکل ناواقفی کی وجہ سے یہ ظاہر کیا تھا کہ پردہ عورتوں پر ظلم ہے اور اسلام میں اسکا وجود پہلے نہ تھا۔ ہمارے عزیز نامہ نگار نے سطور ذیل میں اسکا ایک مختصر مگر معقولانہ اور دندان شکن جواب دیا ہے۔ ہم آئندہ بھی پردہ کے متعلق شرعی حیثیت سے ایک مضمون شائع کریں گے۔ مدیر)

اغیار کی حکومت نے جہاں محکوم قوم کی ہر چیز پر قبضہ کرلیا ہے وہاں ان کے دل و دماغ پر بھی تسلط جما لیا ہے وہ عظیم الشان مسلم قوم بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکی جنہیں ابھی جادۂ حکومت سے ہٹے ہوئے زیادہ زمانہ نہیں گذرا جن کو اسلام نے وہ تعلیم دی تھی جس کی روشنی میں یہ تصور بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ آئندہ وہ اسقدر جلد اغیار سے متاثر ہوکر صراط مستقیم سے منحرف ہوجائینگے اور نہایت سرعت کے ساتھ غیروں کے نقش قدم پر گام زن ہونے لگیں گے۔ چنانچہ آج انہی کے ہاتھوں اسلام کا خون ہورہا ہے اور یہ خود اسلامی قوانین کے استخفاف میں پیش پیش نظر آرہے ہیں منجملہ ان تمام افسوسناک حرکتوں کے ایک جدید طوفان بے پردگی کا اٹھایا گیا ہے جس سے اخبارات کے کالموں میں یہ باتیں نظر آرہی ہیں کہ موجودہ اسلامی پردہ عورتوں پر صریح ظلم ہے جو قابل برداشت نہیں لو یہ کہ اسکی اصلیت بھی کچھ نہیں محض جنس لطیف پر ظلم کرنے کیلئے گھڑ لیا گیا ہے۔ چونکہ یہ باتیں غلط فہمی پر مبنی ہیں اسلئے ضرورت ہے کہ اسکا ازالہ کردیا جائے تاکہ حقیقتِ حال آسانی سے واضح ہوجائے۔

پہلی بات (یعنی موجودہ اسلامی پردہ ظلم ہے یا نہیں) سمجھنے کیلئے چند باتیں بطور تمہید معلوم کرلینی چاہئیں۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ مذہب اسلام نے عورتوں کا بیحد احترام کیا ہے اور انہیں وہ عزتیں عطا کی ہیں جو اُن کو اسلام کے پہلے حاصل نہ تھیں پس جو طریقہ انکی اس خدا داد حرمت و عزت کا محافظ ہوگا یقیناً وہ ان کیلئے رحمت ہوگا ظلم نہیں ہوگا اور جو طریقہ بھی ان سے ان کی حرمت و احترام کے چھیننے کی طرف مفضی ہوگا وہ یقیناً ان کیلئے ظلم ہوگا۔ اگرچہ اس کا نام کتنا ہی مہذب اور خوبصورت کیوں نہ ہو۔

نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کسی شخص کا کسی کی حرمت کا ازالہ کرنا اختیاری فعل ہے یعنی یہ اپنے فاعل سے دفعتہً بغیر کسی شعور کے صادر نہیں ہوتا بلکہ اس کے چند مقدمات ہوتے ہیں جو ایک دوسرے پر مرتب ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر یوں سمجھنا چاہئے کہ ایک جانور کسی کے ہاتھ میں کچھ سبزی دیکھتا ہے پھر وہ تخیل کرتا ہے کہ ہمارے لئے مفید ہے پھر

اسکے اندر طلب کا شوق پیدا ہوتا ہے اب وہ قصد مصمم کر بیٹھتا ہے اس کے جوارح اس کا ساتھ دیتے ہیں اور وہ اس کی طرف چل دیتا ہے یا اس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہوتا اس کو بھوک لگتی ہے وہ تخیل کرتا ہے کہ اُسنے اپنے سامنے کبھی کسی مقام پر کچھ سبزی دیکھی تھی اس کے بعد امور مذکورہ پیدا ہوتے ہیں اور وہ وہاں چل پڑتا ہے اسی طرح کسی کے ہاتھ میں ایک جانور لکڑی دیکھتا ہے اور اس کے اندر ایک معنی کا تخیل کرتا ہے کہ یہ ہمارے لئے مضر ہے اور اس میں دفع ضرر کیلئے ایک نفرت پیدا ہوتی ہے اپنے ارادہ کو پختہ کرتا ہے اور بھاگ پڑتا ہے اسی طرح ایک بکرا ایک بکری کو دیکھتا ہے اس کے اندر اپنے لئے ایک خاص مناسب معنی کا تخیل کرتا ہے پھر اس کے اندر اس کے طلب کا شوق پیدا ہوتا ہے اور قصد کرکے اس کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ یہ سب افعال اختیاری ہیں جن میں فعل کے قبل قصد مصمم اس کے قبل طلب یا نفرت پھر اس کے پہلے مناسبت یا غیر مناسبت کا تخیل اور اس کے پہلے رویت ضروری ہے یعنی ان میں سے کوئی فعل بغیر رویت کے نہیں ہو سکتا اور جب ایک حیوان کے افعال اختیاریہ میں اتنے مراتب پیدا ہوتے ہیں تو یقیناً ایک انسان کے افعال اختیاریہ میں یہ مراتب بدرجہ اولیٰ پیدا ہونگے اور بلاشبہ کسی کی حرمت کا ازالہ کرنا فعل اختیاری ہے بس یقیناً اس قسم کا کوئی فعل بغیر رویت کے ممکن نہ ہوگا۔ البتہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہر رویت پر ازالہ حرمت کا ترتب ضروری ہے ہاں ممکن ہے ہر رویت ترتب کی علت مفضی ہو۔ اور رویت کی طرف مفضی ہونا بے پردگی ہے پس اس قیاس (یعنی والمفضی الی المفضی الی الشئی مفضی الیہ) کے ملانیسے معلوم ہو جائیگا کہ بے پردگی اس بیش قیمت حرمت کے ازالہ کی طرف مفضی ہے جو باری تعالیٰ نے اس جنس کو عطا کی تھی اور اس چیز کا ہونا جو اُن سے ان کے بے بہا گوہر کو علیحدہ کرنے کی طرف مودی ہوگا یقیناً ہمارے سابقہ مقدمہ کی بنا پر انکی ذات پر ظلم ہوگا۔ اب یہ بات صاف ظاہر ہوگئی کہ ان کو پردہ سے آزاد کردینا ہی ان پر ظلم کرنا ہے اور ان کو پردہ میں رکھنا ہی ان پہ رحم اور ان کی بہی خواہی کرنی ہے کیونکہ پردہ ہی ان کی خداداد عصمت کا محافظ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ کوئی نعمت اسی وقت تک قابل اطمینان نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ اس کے زوال کے محتمل طریقہ کو بند نہ کردیا جائے اسی وجہ سے انہیں تلقین کی گئی کہ اپنے جمیع اعضاء کو غیروں کی نظر سے محفوظ رکھیں تاکہ اپنی عزت و حرمت سے محروم ہوکر سابقہ ذلت میں گر جانیسے بچیں اور موجودہ شرعی پردہ سے یہی مقصود بھی ہے۔

پردہ کو ظلم ثابت کرنے کیلئے کہا جاتا ہے کہ زچہ خانہ میں اکثر بچوں کی اموات اسی کے خطرناک نتائج ہیں لیکن یہ قرین قیاس نہیں، کیونکہ اگر نفس پردہ ہی اس کیلئے سبب و علت ہوتا تو یقیناً پردہ نشین عورتوں کا کوئی بچہ بھی موت سے نہیں بچنا چاہیئے تھا (مثلاً آگ میں جلانیکی خاصیت ہے تو جو لوگ بھی اس میں اپنا ہاتھ داخل کرینگے یقیناً وہ جلا ڈالیگی) لیکن ایسا نہیں ہوتا بلکہ آج بھی دنیا میں پردہ نشین خاتونوں کے لاکھوں صحیح و تندرست فرزند موجود ہیں پس ماننا پڑیگا کہ اس کا سبب کوئی اور چیز ہے جس کے کم و بیش ہونے پر یہ مختلف آثار مرتب ہوتے ہیں۔ پردہ کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ نیز کہا جاتا ہے کہ پردہ ایک قید ہے۔ بہت صحیح لیکن اسکو کیا کیا جائے کہ ابھی تک مشرق کی شریف عورتیں اس کو مغرب کی آزادی پر ترجیح دیتی ہیں اور اس قید کے سوا مہلک اختلاط اجانب کو روکنے کی اور کوئی تدبیر بھی نہیں ہے لہذا اس پابندی اصول کو قید کہنا ہی غلط فہمی ہے۔

(دوسری بات:-) پردہ کا مسئلہ رواج خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شدت پذیر ہوگیا تھا یہاں تک کہ پردہ ہی شریف اور آزاد عورتوں کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ جس وقت آپ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو غزوۂ خیبر سے واپسی کے وقت ساتھ لا رہے تھے تو ایک مقام پر صحابہ کی ایک متردد جماعت نے محض پردہ ہی کی وجہ سے سمجھا تھا کہ آپنے ان کو آزاد کر کے اپنے عقد میں لے لیا ہے خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنکی سیاست اور قوت کی عظمت کا اقرار آج بھی بڑی بڑی مہذب سلطنتیں کر رہی ہیں۔ سختی سے پردہ پر عامل تھے آپ کے فرزند حضرت عبداللہ بن عمر رات کیوقت بھی عبادت کیلئے مسجد میں جانے دینے کیلئے روادار نہ تھے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول تھا کہ جو عورت باوجود پردہ کرنے کے بھی اگر خوشبو لگا کر کسی مجلس کے سامنے گذرتی ہے وہ زانیہ ہے (ایما امرءۃ استعطرت فمرت بالمجلس فھی کذا وکذا یعنی زانیۃ) نیز آپنے فرمایا ہے کہ اگر عورتیں رات کو بھی نماز کیلئے آنا چاہیں تو اس صورت میں آئیں کہ ان کے اوپر میلے کچیلے کپڑے ہوں اور پورے پردہ کے ساتھ ہوں۔ لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ ولیخرجن وھی تفلات ۔ الغرض پردہ کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کے بڑے بڑے فرامین موجود ہیں اور لوگ بھی اس پر سختی سے عمل کرتے رہے ہیں مگر آجکل بدقسمتی سے ایک جماعت اسلامی اصول سے ناواقفی کیوجہ سے اسکو ترقی اور عروج کا دشمن سمجھکر اسکو صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہتی ہے کاش وہ لوگ صدر اول کے مقدس مسلمانوں کی باوجود پردہ کی پابندی کے شاندار ترقی کو دیکھتے ہوئے حضرت عمرؓ کے اس قول پر غور کرتے ۔ یا ابا عبیدۃ انکم کنتم اذل الناس واحقر الناس واقل الناس فاعزکم اللہ بالاسلام فمھما تطلبوا العزۃ بغیر اللہ یذلکم اللہ (ترجمہ) اے ابو عبیدہ تم دنیا میں سب سے زیادہ ذلیل حقیر اور کمتر تھے اللہ نے اسلام کے ذریعہ تمہاری عزت بڑھائی پس جب کبھی تم غیر اللہ کے ذریعہ سے عزت حاصل کروگے خدا تمہیں ذلیل کریگا (العیاذ باللہ) فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم)

ضرورت قرآن

(از مولوی محمد سلیمان صاحب صدیقی چمپارنوی متعلم رحمانیہ)

خلاق عالم سے جتنے افعال واعمال سطح وجود پر آتے ہیں وہ تمام کسی نہ کسی ضرورت وحاجت کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہوتے ہیں اسلئے کہ وہ حکیم ہے اور فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ مسلمہ قاعدہ ہے پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے فعل عبث کا صدور ہرگز نہیں ہوگا۔ چنانچہ آج جسقدر اشیاء روئے زمین پر اپنی وجود کی چادروں میں لپٹی ہوئی نظر آتی ہیں ہر ایک اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے عالم وجود میں لائی گئی ہیں۔ جس شخص کو قدرت نے چشم بصیرت اور عقل وفہم سے آراستہ فرمایا ہے۔ جب اسکی نظر اشیاء مختلفۃ الاجناس متخالفۃ الانواع اور متغیرۃ الالوان پر پڑتی ہے تو بے ساختہ